سورة بني اسرائيل

آیات ۷۸ - ۸۹

سُوْرَةُ بَنِیْ اِسْرَآئِیْل

مکیة

آیات 111

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا

سورت کا مرکزی مضمون: قرآنِ کریم پر ایمان کی دعوت۔ انسانیت کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ رہنمائی اور ذمہ داری (دینِ حق اور اس کے تقاضے)۔ ہجرت، فتح مکہ، فتح بیت المقدس کی بشارت

آیات 1 تا 10
سفر معراج مسجد حرام تا مسجد اقصیٰ
بنی اسرائیل کے عروج و زوال کی مختصر تاریخ
بنی اسرائیل (اور مشرکین) کو اسلام کی دعوت

آیات 11 تا 22
بنی نوع انسان کے لیے عبرت و نصیحت
انسان کی کامیابی و ہلاکت کے اصول

آیات 23 تا 39
اسلام کی معاشرتی ہدایات
اسلامی معاشرے اور اسلامی ریاست کے بنیادی اصول

آیات 40 تا 60
مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش
مشرکین کے عقائد کی تردید اور توحید، رسالت اور معاد پر ان کے اعتراضات کے جواب

آیات 61 تا 70
ابلیس کی انسان دشمنی
بنی آدم کی تکریم و فضیلت
نعمت پا کر انسان کے غرور و استکبار کی تمثیل

آیات 71 تا 77
رسول اللہ ﷺ کو سرزمین مکہ سے بے اثر اور بے دخل کرنے کے منصوبوں کی ناکامی کی بشارت
ہجرت کے باب میں سنت الٰہی کی وضاحت

آیات 78 تا 82
حصول صبر و ثابت کے لیے نماز، قرآنِ کریم، تہجد اور تعلق باللہ کی ہدایات

آیات 83 تا 100
کفار کی طرف سے بعض معجزات کا مطالبہ اور ان کا جواب — قرآن جیسا کلام لانے کا چیلنج
ہدایت و ضلالت کے باب میں سنت الٰہی

آیات 101 تا 104
حضرت موسیٰ اور ان کے نو معجزات۔ ان معجزات کے دیکھنے کے باوجود فرعون کی سرکشی اور اس کا انجام
قریشی قیادت کے رویے فرعون کی طرح ہیں

آیات 105 تا 111
اختتام سورۃ
قرآن یکسر حق ہے۔ قرآن پر ایمان لانے کی ہدایت
رسول کی ذمہ داری صرف انذار و تبشیر ہے
خالص عقیدۂ توحید اختیار کرنے کی ہدایت

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾
وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ
مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾ وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ
زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا
يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ
يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾
وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَ لَئِنْ شِئْنَا
لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِىْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۙ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ
عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ
كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا
كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿٧٨﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿٧٩﴾

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ - قائم کرو نماز زوال آفتاب سے

دلَكَ يَدلُك ، دَلْكًا :ڈھلنا، جھکنا

دُلُوك الشّمس

اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ - رات کے اندھیرے تک

غَسَقَ يَغْسِقُ ، غَسَقًا :اندھیرا ہونا

غَسَق :اندھیرا

غَسَق : شفق غیب ہونے کے بعد کا اندھیرا (ابتدائے شب)

وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ - اور فجر کے قرآن کو (قائم کریں)

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ - بیشک فجر کا قرآن

كَانَ مَشْهُوْدًا - ہے مشہود (حاضر ہونے کا وقت)

شَهِدَ يَشْهَدُ ، شَهَادَةً و شُهُوْدًا :موجود ہونا، حاضر ہونا

مَشْهُود : (مفعول)-حاضر کیا ہوا، موجود، حاضر ہونے کا وقت

وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ - اور رات کو تہجّد پڑھو

تَهَجَّدَ يَتَهَجَّدُ ، تَهَجُّدًا :رات کو جاگنا، تہجد پڑھنا (V)

بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ - اس (قرآن) کے ساتھ اضافی ہوتے ہوئے آپ کے لیے

نفَلَ يَنفُل ، نَفْلاً اضافی/زائد ہونا

نَافِل (اضافی/زائد) کی مؤنث نافِلَة

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ - قریب ہے آپ کا رب پہنچائے آپ کو

عَسٰى :امید و رجا، توقع اور ظن غالب کے لیے

مَقَامًا مَّحْمُوْدًا - مقام محمود تک

مقام محمود : محمودِ خلائق کا مرتبہ و مقام— روزِ قیامت مقامِ شفاعت بھی اسی کا حصہ

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ﴿۷۸﴾
وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾

نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر اندھیرے تک اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو کیونکہ قرآن فجر مشہود ہوتا ہے

اور رات کو تہجد پڑھو، یہ تمہارے لیے نفل ہے، بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کر دے

Establish Prayer from the declining of the sun to the darkness of the night; and hold fast to the recitation of the Qur'an at dawn, for the recitation of the Qur'an at dawn is witnessed. And rise from sleep during the night as well- this is an additional Prayer for you. Possibly your Lord will raise you to an honored position.

محمد اقبال

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿۷۹﴾

نمازوں کا حکم

- نبی کریم ﷺ کے معراج کے سفر میں پانچ نمازیں مسلمانوں پر فرض کی گئیں، اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انھی پانچ نمازوں کے اوقات کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔ اگر ہمارے سامنے نمازوں کے اوقات اور دوسرے احکام سے متعلق تفصیلات (جو احادیث مبارکہ میں دی گئیں) نہ ہوتیں تو ممکن ہے ہمارے لیے ان اشاروں سے نماز کے اوقات کا تعین مشکل ہوتا، لیکن اب جبکہ ہم پانچ نمازوں کی تفصیلات سے واقف ہیں تو ہم ان اشاروں کو سمجھ سکتے ہیں
- 'دلوک' پر نماز قائم کرو، دلوک کے معروف معنی زوال کے ہیں۔ زوالِ شمس کو دیکھیں تو اس کے تین مدارج ہوتے ہیں: (۱) جب سورج مغرب کی طرف سمت تبدیل کرتا ہے (نصف النہار پر)، (۲) دوسرا زوال جن سورج نگاہوں کے محاذات پر آجاتا ہے یعنی آنکھوں کی بالکل سیدھ میں (مرئ العین)۔ (۳) تیسرا زوال وہ جب سورج ڈھلتے ڈھلتے جب وہ افق کے کنارے پر پہنچتا اور غروب کی شکل اختیار کر جاتا ہے
- ان اوقات میں نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تو مراد اس سے ظہر، عصر اور مغرب تین نمازیں ہیں۔ پہلے زوال سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے، دوسرے سے عصر کا اور تیسرے کے بعد مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔
- " غسق " اندھیرے کے گہرا ہو جانے کو کہتے ہیں۔ غروب آفتاب کے بعد افق پر سرخی کا آنا، اس کا پھر سفیدی اور پھر تاریکی میں بدلنا اور تاریکی جب گہری ہو جاتی ہے تو ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جسے ہم عشاء کا وقت کہتے ہیں۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ﴿۷۸﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾

نمازوں کا حکم

- وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ (فجر کے قرآن) سے مراد فجر کی نماز ہے، قرآن مجید میں نماز کے لیے کہیں تو صلوۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور کہیں اس کے مختلف اجزاء میں سے کسی جز کا نام لے کر پوری نماز مراد لی گئی ہے، مثلا تسبیح، حمد، ذکر، قیام، رکوع، سجود وغیرہ۔ اسی طرح یہاں فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا مطلب محض قرآن پڑھنا نہیں، بلکہ نماز میں قرآن پڑھنا ہے (نبی کریم ﷺ فجر کی نماز میں بہ اہتمام نسبتاً طویل سورتیں تلاوت فرماتے)
- اس طرح سے صبح کی نماز کی خاص اہمیت کا اظہار ہوتا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا، بیشک فجر کی نماز یا فجر کی تلاوت بڑی حضوری کی چیز ہے یہ وہ وقت ہے جب دل و دماغ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے یکسو ہوتے ہیں۔
- قرآن فجر کے مشہود ہونے کا مطلب یہ بھی ہے کہ خدا کے فرشتے اس کے گواہ بنتے ہیں، جیسا احادیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ فجر کی نماز میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ رات کی ڈیوٹی ختم ہوتی ہے اور دن کی ڈیوٹی شروع ہو رہی ہوتی ہے۔ نماز میں دونوں کو جمع ہونے کا موقع ملتا ہے۔ اس لحاظ سے وہ نہایت خوشی اور مسرت سے مسلمانوں کے اجتماع کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی ذکر اللہ میں مشغولیت کی گواہی بھی دیتے ہیں۔
- یہاں پر رسول اللہ ﷺ کو تہجد کا حکم بھی دیا گیا، فرمایا گیا کہ رات کا ایک حصہ آپ قرآن کے ساتھ جاگیے۔ تہجد کی نماز آپ قرآن کے ساتھ پڑھیں۔ گویا تہجد کا مقصد اور اس کی اصل روح یہی ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھا جائے

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کَانَ مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۸﴾ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾

- 'تہجد' سے مراد : اس کے لغوی معنی تو سونے کے بھی آتے ہیں اور جاگنے بیدار ہونے کے بھی، لیکن اصطلاح قرآن میں اس سے مراد وہ نماز ہے جو شب میں کچھ سونے کے بعد اٹھ کر پڑھی جائے۔
- تہجد کی نماز نبی کریم ﷺ کے لیے پانچ وقت کی نمازوں پر ایک زائد فرض کے طور پر بتائی گئی ہے لیکن امت کے لیے یہ ایک فرض نہیں بلکہ ایک نفل (اضافی) عبادت ہے (اس ضمن میں مفسرین کے کئی اقوال ہیں)
- آپ ﷺ نے چونکہ زندگی بھر تہجد کی نماز کا اہتمام کیا جس سے علمائے کرام سے اخذ کیا کہ یہ نماز آپ کے لیے فرض تھی
- آپ ﷺ سے مقامِ محمود کا وعدہ: اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی اور وعدہ فرمایا کہ وہ آپ کو دنیا اور آخرت میں ایسے مرتبے پر پہنچا دے جہاں آپ محمود خلائق ہو کر رہیں، ہر طرف سے آپ پر مدح و ستائش کی بارش ہو، اور آپ کی ہستی ایک قابل تعریف ہستی بن کر رہے۔ آج آپ کے مخالفین آپ کی تواضع گالیوں اور دشنام سے کر رہے ہیں اور ملک بھر میں آپ کو بدنام کرنے کے لیے انھوں نے جھوٹے الزامات کا ایک طوفان برپا کر رکھا ہے، مگر وہ وقت دور نہیں ہے جبکہ دنیا آپ کی تعریفوں سے گونج اٹھے گی اور آخرت میں بھی آپ ساری خلق کے ممدوح ہو کر اٹھیں گے۔ قیامت کے روز نبی (ﷺ) کا مقام شفاعت پر کھڑا ہونا بھی اسی مرتبہ محمودیت کا ایک حصہ ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿٨٠﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿٨١﴾

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ - اور کہیے (دعا کیجئے) اے میرے رب داخل کر مجھے

اَدْخَلَ يُدْخِلُ ، اِدْخَالٌ داخل کرنا (IV)

مُدْخَلَ صِدْقٍ - سچائی کا داخل کرنا (سچائی کے ساتھ)

مُدْخَل داخلہ (مصدر میمی)

وَّاَخْرِجْنِىْ - اور نکال مجھے

اَخْرَجَ يُخْرِجُ ، اِخْرَاجًا نکالنا (IV)

مُخْرَجَ صِدْقٍ - سچائی کے ساتھ

مُخْرَج : نکالنا (مصدر میمی)

وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ - اور تو بنا میرے لیے اپنے پاس سے

لَدُنْ : پاس (ظرف مکان)

سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا - کسی اقتدار کو میرا مددگار

سُلْطٰن : اقتدار، غلبہ، حکومت، زور، قوت، دلیل، حجت

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ - اور آپ کہہ دیجئے حق آگیا

حَق : قرآن اور وہ دین حق ہے جس کو لے کر قرآن آیا ہے

وَزَهَقَ الْبَاطِلُ - اور باطل مٹ گیا

زَهَقَ يَزْهَقُ ، زُهُوْقًا : مٹ جانا

بَاطِل: وہ دین باطل جس کو مٹانے کے لیے قرآن نازل ہوا

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا - یقیناً باطل تو ہے ہی مٹنے والا

زَهُوْقًا مٹنے والا (صفت مشبہ)

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝٨٠
وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝٨١

اور دعا کرو کہ پروردگار، مجھ کو جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنادے

اور اعلان کردو کہ "حق آگیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے ہی والا ہے"

And pray: "My Lord! Cause me to enter wherever it be, with Truth, and cause me to exit, wherever it be, with Truth, and support me with authority from Yourself."
And proclaim: "The Truth has come, and falsehood has vanished. Surely falsehood is ever bound to vanish.

محمد اقبال

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾

ہجرت کی دعا اور اس کا مفہوم

- آپ ﷺ کے قیامِ مکہ کے اس مقام پر آپؐ کو ہجرت کی دعا سکھائی گئی ہے، جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ہجرت کا حکم اب زیادہ دور نہیں۔ شدید ابتلا کے زمانے میں یہ دعا سکھانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپؐ کو ان حالات میں تسلی ہو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے کہ جب بھی ابتر حالات میں وہ اپنے پیغمبروں کو تائید و نصرت کے لیے کسی دعا کا حکم دیتا ہے تو وہ درحقیقت دعا کی قبولیت کا اعلان ہوتا ہے
- اس دعا کی تلقین سے آپ ﷺ کو بتا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں آپؐ کی حفاظت فرمائے گا۔ اس شہر سے آپ کو عافیت کے ساتھ نکال لے جائے گا اور جس نئی اجنبی جگہ پر آپ کو لے جائے گا وہاں آپ کا داخلہ بھی شان سے ہوگا
- اس دعا کے اسلوب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس نئے دارالہجرت میں، اس دین کی سربلندی اور دیگر ادیان پر اس کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اقتدار، اختیار، غلبے اور قوت کے ساتھ فرمائیں گے، اسلام غالب اور بالادست ہوگا
- سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا: الٰہی اپنی طرف سے ایک اقتدار کو میرا مددگار بنا : آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ ایک اقتدار کو مددگار بنانے کی اللہ سے دعا کیجے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کو جس عظیم مقصد کے لیے مبعوث کیا گیا، وہ محض دعوت اور نصیحت سے بروئے کار نہیں آسکتا۔ دنیا میں برائی کی قوتیں کبھی نیکی کو آگے بڑھنے کا موقع نہیں دیتیں۔ طاغوت کے پیروکاروں کے مضبوط جتھے قدم قدم پر حائل ہوتے ہیں۔ سلاطین کی حکومتیں نہ جانے کتنے ملکوں میں قائم ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حکومت کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾

سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا : آپ ﷺ کے پیش نظر فواحش و معاصی کے سیلاب کو روکنا اور اللہ کے قانونِ عدل کو جاری کرنا تھا، یہ کام بغیر اقتدار کی قوت کے نہیں ہو سکتا۔ عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد رِشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طِلسم

- اب چونکہ دارالہجرت پہنچ کر اسلامی ریاست کی بنیاد رکھنا تھی اور دنیا بھر کی مخالفتوں کا سامنا تھا۔ اس لیے اب اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا اقتدار مانگا جا رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے اور کلمہ حق کو سربلند کرنے اور نفاذ شریعت کے مراحل کو آسان کرنے کے لیے مطلوب تھا۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے غلبے کے لیے اقتدار کے حصول کے لیے کوشش کرنا نہ صرف جائز بلکہ عین مطلوب ہے
- یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے جس کی تائید اس حدیثِ مبارکہ سے ہوتی ہے "إِنَّ اللَّهَ لَيَزَعُ بِالسُّلْطَانِ مَا لَا يَزَعُ بِالْقُرْآنِ -اللہ تعالیٰ حکومت کی طاقت سے ان چیزوں کا سد باب کر دیتا ہے جن کا سد باب قرآن کریم سے نہیں کرتا (ابن کثیر)
- جو لوگ دیانتداری اور ہوش مندی سے اسلام کو غالب دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ وقت کے دھارے کو اسلام کے حق میں موڑنا چاہتے ہیں تو انھیں اس حقیقت کو سمجھ لینا چاہیے کہ وقت کی رفتار نصیحتوں سے نہیں رکتی، وقت کا دھارا محض دعوت سے نہیں پلٹتا۔ کسی بھی ملک میں تبدیلی لانے کے لیے جہاں اور بہت سارے عوامل کی ضرورت ہے، وہاں سب سے مؤثر عامل اقتدار ہے۔ مکہ معظّمہ میں 13 سال تک دعوت کے نتیجے میں چند سو آدمی مسلمان ہوئے، لیکن مدینہ منورہ میں اقتدار کی قوت مل جانے کے بعد چند ہی سالوں میں پورا جزیرہ عرب اسلام کی آغوش میں آگیا
- بظاہر تو یہ دعائیں ہیں لیکن حقیقت میں اسلام کے غلبے کی پیشگوئیاں ہیں جو چند سالوں میں پوری ہو گئیں

وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ﴿۸۱﴾

حق کی فتح اور باطل کی شکست کا اعلان

- سابقہ آیت کریمہ میں غلبہ دین کی جو بات اشاروں میں کہی جارہی تھی، اب آپ ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کہ آپؐ کھل کر اعلان کردیجیے کہ اب اس دعوت اور اس مشن کو روکنے والے نہ روک سکیں گے، اس شمع ہدایت کا نور پھیلتا ہی چلا جائے گا
- مستقبل اگرچہ ابھی تک تاریک پردوں میں ہے، اس لیے تم اسے دیکھ نہیں سکتے، لیکن جس نے یہ قرآن اتارا ہے اور مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اس کے سامنے کوئی چیز مخفی نہیں، وہ مجھے یہ اعلان کرنے کا حکم دے رہا ہے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا یعنی وہ وقت بہت قریب ہے جب حق پوری طرح جلوہ گر ہوگا
- اور یاد رکھو ! یہ وہی حق ہے جسے قرآن لے کر آیا ہے یہ اسی باطل پہ غالب آئے گا جس کو مٹانے کے لیے قرآن نازل ہوا ہے
- رسول (ﷺ) کی ہجرت کا اشارہ دے دیا گیا، ہجرت در حقیقت رسول کی فتح کا دیباچہ ہوتی ہے۔اس کے بعد رسول کے مخالفین لازماً مٹ جاتے ہیں اور دین حق کا بول بالا ہوکے رہتا ہے۔
- ان پیشن گوئیوں کو مشرکینِ مکہ نے ٹھٹھوں میں اڑا دیا۔ مگر اس پر نو برس ہی گزرے تھے کہ نبی ﷺ اسی شہر مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور آپ ﷺ نے کعبے میں جا کر اس باطل کو مٹا دیا جو تین سو ساٹھ بتوں کی صورت میں وہاں سجا رکھا تھا۔ فتح مکہ کے روز آپ ﷺ کعبے میں رکھے بتوں پر ضرب لگا رہے تھے اور آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ " جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ، جاءَ الۡحَقُّ وَمَا يُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ "

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ - اور نازل کر رہے ہیں ہم قرآن میں

مَا هُوَ شِفَآءٌ - وہ کچھ جو شفا ہے

وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ - اور رحمت ہے مومنوں کے لیے

وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ - اور نہیں زیادہ کرتا یہ ظالموں کے لیے

اِلَّا خَسَارًا - سوائے خسارے کے۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ - اور جب ہم نعمت بخشتے ہیں انسان کو

اَنْعَمَ يُنْعِمُ ، اِنْعَامٌ :انعام کرنا (IV)

اَعْرَضَ - تو وہ منہ پھیر لیتا ہے

اَعْرَضَ يُعْرِضُ ، اِعْرَاضًا :اعراض کرنا، منہ موڑنا (IV)

وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ - اور دور کرتا ہے اپنے پہلو کو

(ن أ ي) نَأَى يَنْأَى ، نَأْيًا : دور کرنا (ازارئے تکبر دور ہونا) | جَانِب : پہلو

منہ پھیرا اور کنارے ہو گیا: ناشکری اور اللہ تعالیٰ سے دوری کا کنایہ ہے۔

وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾

وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ - اور جب بھی چھوتی ہے اس کو تکلیف

مَسَّ يَمُسُّ ، مَسًّا : چھونا، پہنچنا

كَانَ يَـُٔوْسًا - تو ہو جاتا ہے مایوس

يَئِسَ يَيْأَسُ ، يَأْسًا و يَآسَةً : ناامید

يَؤُوْسًا : بہت نااُمید (صفت مشبہ)

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ - آپ کہہ دیجئے ہر ایک عمل کرتا ہے

عَلٰى شَاكِلَتِهٖ - اپنے طریقے (طبیعت) پر

شَاكِلَة : شکل، طور طریق، عادت، خصلت، طبیعت

شَاكِلَة : شکل کے مادے سے فاعل کا صیغہ - (شکل معنیٰ: جانور کو لگام دینا) — شَکال: جانور کی مہار

چونکہ ہر انسان کو اس کی طبیعت، جذبات اور عادتیں کسی خاص رویے میں مقید کر دیتے ہیں لٰہذا اسے " شَاكِلَة " کہتے ہیں

فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ - تو تم لوگوں کا رب خوب جانتا ہے

بِمَنْ هُوَ - کہ کون ہے وہ

اَهْدٰى سَبِيْلًا - جو زیادہ ہدایت پر ہے راستے کے اعتبار سے ؟

اَهْدٰى: هِدَايَةٌ سے افعل التفضیل- زیادہ ہدایت والا

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ
اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾

ہم اِس قرآن کے سلسلہ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو ماننے والوں کے لیے تو شفا اور رحمت ہے، مگر ظالموں کے لیے خسارے کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا

انسان کا حال یہ ہے کہ جب ہم اس کو نعمت عطا کرتے ہیں تو وہ اینٹھتا اور پیٹھ موڑ لیتا ہے، اور جب ذرا مصیبت سے دوچار ہوتا ہے تو مایوس ہونے لگتا ہے

اے نبیؐ، ان لوگوں سے کہہ دو کہ "ہر ایک اپنے طریقے پر عمل کر رہا ہے، اب یہ تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ سیدھی راہ پر کون ہے

What We are sending down in the course of revealing the Qur'an is a healing and a grace for those who have faith; but it adds only to the ruin of the wrong-doers.

Whenever We bestow favors upon man, he arrogantly turns away and draws aside; and whenever evil visits him, he is in utter despair.

Say, (O Prophet): "Each one acts according to his own manner. Your Lord knows well who is best-guided to the Right Path."

محمد اقبال

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾

قرآن اہل ایمان کے لیے رحمت اور ظالموں کے لیے محرومی ہے

- جو لوگ اس قرآن کو اپنا راہنما اور اپنے لیے کتاب آئین مان لیں ان کے لیے تو یہ خدا کی رحمت اور ان کے تمام مذہبی، نفسانی، اخلاقی اور تمدنی امراض کا علاج ہے۔ لیکن جو لوگ کسی طرح بھی اس پر کان نہیں دھریں گے ، اپنی مخالفت اور مدافعت پر جمے رہیں گے اور اس کی راہنمائی سے منہ موڑ کر اپنے اوپر آپ ظلم کریں قرآن کا نزول اور اس کی بالادستی ان کے لیے خسارے اور تباہی کا باعث ہو گی۔ ایک وقت آئے گا کہ اس ملک کی سرزمین ان کو جگہ دینے سے انکار کر دے گی۔ انھیں اسلام کی آغوش کے سوا کہیں پناہ دکھائی نہیں دے گی۔
- **انسان کا رویہ:** آیت کریمہ (۸۳) میں انسان کا لفظ لا کر پاللہ تعالیٰ نے عام انسانی رویئے کی بات کی ہے لیکن روئے سخن قریش کے مفسدین کی ہی طرف ہے
- فرمایا، انسان کا عجیب حال ہے۔ جب ہم اس پر اپنا فضل و انعام کرتے ہیں تب وہ ہم سے اکڑتا اور سرکشی کرتا ہے لیکن اس کے اعمال کی پاداش میں ہم اس کو کسی مصیبت میں گرفتار کر لیتے ہیں تو وہ دل شکستہ اور مایوس ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کے لیے صحیح روش یہ تھی کہ ہمارے انعام پر ہمارا شکر گزار ہوتا اور کوئی آزمائش پیش آتی تو اس پر صبر کرتا
- یہ آپ کے مخالفین (مشرکینِ مکہ) کا حال یہ ہے کہ ہم نے ان کو اپنے فضل سے نوازا ہے تو وہ غرور میں آپ کی دعوت و تذکیر پر آپ سے عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں اور اگر ہم نے ان کو دھر لیا تو پھر سارا نشہ ہرن ہو جائے گا اور یاس و نامرادی کی تصویر بن کر رہ جائیں گے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۸۵ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝۸۶

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ - اور وہ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں

قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ - کہہ دیجئے روح میرے رب کے حکم سے ہے

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ - اور نہیں دیا گیا ہے تمہیں

اٰتٰی یُؤْتِی ، اِتْیَانٌ :دینا

مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا - علم میں سے مگر تھوڑا سا

شَآءَ یَشَآءُ ، مَشِیْئَۃٌ :چاہنا

ذَھَبَ یَذْھَبُ ، ذَھَابًا :جانا
ب کے ساتھ آئے تو معنی لے جانا

وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ - اور یقیناً اگر ہم چاہیں (تو) ضرور ہم لے جائیں

بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ - اس (قرآن) کو جسے ہم نے وحی کیا آپ کی طرف

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ - پھر آپ نہیں پائیں گے اپنے لیے

بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا - اس سلسلہ میں ہمارے مقابل کوئی حمایتی

اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ - مگر آپ کے رب کی رحمت سے

اِنَّ فَضۡلَهٗ - یقیناً اس کا فضل

كَانَ عَلَيۡكَ كَبِيۡرًا - ہے آپ پر بہت بڑا

قُلْ لَّـئِنِ اجۡتَمَعَتِ - کہہ دیجیے یقیناً اگر جمع ہو جائیں

لَئِن = لَ + اِنْ

لَ : لامِ تاکید، اِنْ : شرطیہ

اِجْتَمَعَ يَجْتَمِعُ ، اِجْتِمَاعٌ : جمع ہونا (VIII)

الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ - (تمام) انسان اور جن

عَلٰٓى اَنۡ يَّاۡتُوۡا - اس (بات) پر کہ وہ (بنا) لائیں

اٰتٰی يُؤْتِی ، اِتْيَانٌ : دینا

بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ - اس قرآن کی مثل

لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ - (تو) نہیں وہ لا سکیں گے اس کے مثل

وَلَوۡ كَانَ - اور اگرچہ ہو

بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰٓى اَكۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۸۹﴾

بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا - ان کے بعض بعض کے لیے مدد گار

ظَهِيْر : مدد گار (مُظَاهَرَةٌ سے)

وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا - اور بلاشبہ یقیناً ہم نے پھیر پھیر کر بیان کی ہے

صَرَّفَ يُصَرِّفُ ، تَصْرِيْفًا : پھیر پھیر کر بیان کرنا

لِلنَّاسِ - لوگوں کے لیے

فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ - اس قرآن میں

مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ - ہر ایک مثال سے

فَاَبٰٓى اَكۡثَرُ النَّاسِ - تو انکار کیا لوگوں کے اکثر نے

(أ ب ي)

اَبٰى يَاْبٰى ، اِبَآءٌ : کسی بات کو تسلیم نہ کرنا

مکروہ جاننا، ناپسند کرنا، کسی چیز سے ناخوش ہونا

اِلَّا كُفُوۡرًا - کفر کے سوا (ہر چیز کا)

كَفَرَ يكفُرُ ، كُفْرًا و كُفُورًا و كُفْرانًا : کفر کرنا، انکار کرنا، ایمان نہ لانا

كُفُورًا : (اسم مصدر) کفر، انکار، بے ایمانی، ردّ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٨٥﴾ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿٨٦﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿٨٧﴾ قُلْ لَّىِٕنِ
اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ
صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾

یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہہ دیجئے "یہ روح میرے رب کے حکم سے آتی ہے، مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے" اور اے محمدؐ، ہم چاہیں تو وہ سب کچھ تم سے چھین لیں جو ہم نے وحی کے ذریعہ سے تم کو عطا کیا ہے، پھر تم ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی نہ پاؤگے جو اسے واپس دلا سکے، یہ تو جو کچھ تمہیں ملا ہے تمہارے رب کی رحمت سے ملا ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس کا فضل تم پر بہت بڑا ہے، کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے، چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں، ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا مگر اکثر انکار ہی پر جمے رہے

محمد اقبال

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْۤ
اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَیْنَا وَكِیْلًا ۙ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَیْكَ كَبِیْرًا ﴿۸۷﴾ قُلْ لَّئِنِ
اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ
صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰۤی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

They ask you about "the spirit". Say: "The spirit descends by the command of my Lord, but you have been given only a little knowledge."
Had We willed, We could take away what We have revealed to you, then you would find none to help you in recovering it from Us.
(Whatever you have received) is nothing but grace from your Lord. Indeed His favor to you is great.
Say: "Surely, if mankind and jinn were to get together to produce the like of this Qur'an, they will never be able to produce the like of it, howsoever they might help one another."
We have explained things for people in this Qur'an in diverse ways to make them understand the Message, yet most people obstinately persist in unbelief.

محمد اقبال

قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ﴿۸۸﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ٘ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

قرآن کریم کا حیرت انگیز چیلنج

- یہ چیلنج اس سے پہلے قرآن مجید میں تین مقامات پر گزر چکا ہے۔ سورہ بقرہ، آیات ۲۳، ۲۴۔ سورۃ یونس، آیت ۳۸ اور سورۃ ہود، آیت ۱۳۔ اور آگے سورۃ طور، آیات ۳۳۔ ۳۴ میں بھی یہی مضمون آیا ہے
- ان سب مقامات پر یہ بات کفار کے اس الزام کے جواب میں ارشاد ہوئی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خود یہ قرآن تصنیف کر لیا ہے اور خواہ مخواہ وہ اسے خدا کا کلام بنا کر پیش کر رہے ہیں۔
- ان آیات میں قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر جو استدلال کیا گیا ہے وہ دراصل تین دلیلوں سے مرکب ہے :

1. یہ قرآن اپنی زبان، اسلوب بیان، طرز استدلال، مضامین، مباحث، تعلیمات اور اخبار غیب کے لحاظ سے ایک معجزہ ہے جس کی نظیر لانا انسانی قدرت سے باہر ہے۔
2. تمہارے بقول اسے ایک انسان نے تصنیف کیا ہے، درحقیقت تمام دنیا کے انسان اور جنات مل کر بھی اس شان کی کتاب تصنیف نہیں کر سکتے۔ وہ جنہیں مشرکین نے اپنا معبود بنا رکھا ہے، منکرین قرآن کی مدد پر اکٹھے ہو جائیں تو وہ بھی ان کو اس قابل نہیں بنا سکتے کہ قرآن کے پائے کی کتاب تصنیف کر کے اس چلینج کو رد کر سکیں۔
3. یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں قرآن سنا کر کہیں غائب نہیں ہو جاتے بلکہ تمہارے درمیان ہی رہتے سہتے ہیں۔ تم ان کی زبان سے قرآن بھی سنتے ہو اور دوسری گفتگوئیں اور تقاریر بھی سنا کرتے ہو۔ قرآن کے کلام اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اپنے کلام میں زبان اور اسلوب کا اتنا نمایاں فرق ہے کہ کسی ایک انسان کے دو اس قدر مختلف اسٹائل کبھی ہو نہیں سکتے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾

اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور انسانی رویہ

- تصریف کے معنی پھیرنا لیکن یہاں جیسے استعمال ہوا اس کے معنی ایک حقیقت کو مختلف اسلوبوں اور گوناگوں پیرایوں سے بیان کرنا ہے۔
- ہم نے قریش مکہ اور دوسرے لوگوں کو مختلف اسلوبوں اور گوناگوں پہلوؤں سے اور ہر طرح کی مثال سے کام لے کر سمجھانے کی کوشش کی ہے، قرآن کریم میں ہم نے حکمت و معرفت کے موتی بکھیرے ہیں۔ عقیدے کی ایک ایک بات کو مختلف طریقوں سے پانی کردیا ہے۔ انسانی فطرت کو مختلف مثالوں سے اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ انسانی اعمال کے انجام کو قوموں کی تاریخ میں تول تول کر دکھایا ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ قریش کے رویئے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ چند سعید لوگوں کے علاوہ ان کا کفر بڑھتا ہی چلا گیا اور اب ان کا حال یہ ہے کہ ایسے ایسے مطالبات نبی کریم (ﷺ) سے کیے جارہے ہیں جو تاریخ میں وہ امتیں کرتی رہی ہیں جو مٹ جانے کے راستے پر چل رہی تھیں اور بالآخر مٹ گئیں۔
- ان لوگوں کی کند ذہنی کا حال یہ ہے کہ ان کو قرآن کی شکل میں آنے والا معجزہ نظر نہیں آتا۔ بار بار کے چیلنج کے باوجود وہ نہ لفظ میں، نہ نظم وترکیب میں، نہ اسلوب میں اور نہ معانی میں اور نہ نظام زندگی کے اعتبار سے اس جیسی کتاب لاسکے ہیں۔ ان کے حواس اور قوائے مدرکہ اس اعجاز کا ادراک تو نہیں کرسکتیں البتہ ایسے معجزات کے یہ لوگ طلبگار ہیں جن کو ان کی حواس دیکھ سکیں۔

اضافی مواد

Reference Material

قرآن کا اعجاز

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾

کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے، چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں

- معجزہ کا مادہ "ع ج ز" ہے، اس کا معنی ضعف و کمزوری، درماندگی، شکستگی، کوتاہمتی کے ہیں
- اس سے باب الافعال" الاعجاز" ہے۔ یعنی دوسرے کو عاجز و درماندہ اور اس طرح بے بس اور عاجز کرنا کہ وہ کام اس کے بس میں ہی نہ ہو۔
- معجزہ کا اصطلاحی معنی: اصطلاح میں معجزہ ایک ایسا کام جو خلاف عادت ہو جو نیکی اور سعادت کی دعوت دے، دعوائے نبوت سے متصل ہو اور مقصود اس سے اللہ تعالیٰ کے رسول ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی صداقت کا اظہار ہے
- قرآن عظیم معجزہ اس طرح ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے تمام لوگوں میں سے کوئی بھی اس جیسا کلام لانے سے عاجز و درماندہ اور قاصر ہے
- قرآن محض اس چیلنج کے حوالے سے ہی معجزہ نہیں بلکہ اس کے اعجاز کے بے شمار پہلو ہیں۔ اعجاز القرآن پر کتنی ہی کتب لکھی جا چکی ہیں مگر پھر بھی اس اعجاز کے تمام پہلوؤں کا مکمل احاطہ اور تفصیل ممکن نہیں۔ یہاں ان میں سے معروف پہلوؤں کا تذکرہ اور مختصر تعارف آگے سلائیڈز میں پیش کیا جائے گا

قرآن کا اعجاز

- قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا- بنی اسرائیل ۸۸
  کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب کے سب مل کر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے، چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں
- دوسری جگہ یہ چیلنج اس طرح آیا ہے : وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ، (البقرۃ/ ۲۳) اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے یہ ہماری ہے یا نہیں تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ۔
- ان آیات میں جو چیلنج پایا جاتا ہے اس کے اعجاز کے پہلو مندرجہ ذیل ہیں

1. ادبی و لسانی (Linguistic) اعجاز: قرآن کریم کا یہ چیلنج بنیادی طور پر فصاحت و بلاغت پر مبنی ہے، قرآن حکیم کی بلاغت کے اعلیٰ معیار کی مثال انسانی کلام میں قطعی نہیں ملتی عرب اپنی زبان و بیان میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے، مگر قرآن کے طرزِ بیان نے انہیں حیران کر دیا۔ان سے مطالبہ کیا گیا کہ اگر وہ قرآن کے بارے میں شک رکھتے ہیں، تو اس کے جیسا یا اس کی کسی ایک سورت کے برابر کوئی کلام پیش کریں۔
2. علمی (Intellectual) اعجاز: قرآن صرف ادبی لحاظ سے نہیں بلکہ معنوی اور فکری لحاظ سے بھی ایک معجزہ ہے۔اس میں بیان کردہ حقائق، استدلال، پیشین گوئیاں اور فلسفہ ایسا تھا جو کسی عام انسان کے بس کی بات نہ تھی۔ عرب اہلِ علم سے کہا گیا کہ وہ قرآن کے مضامین، اس کی حکمت اور پیش کیے گئے چیلنج کے علمی پہلوؤں کا مقابلہ کریں۔

قرآن کا اعجاز

.3 **الہامی (Divine) اعجاز**: قرآن یہ واضح کرتا ہے کہ اس جیسا کلام انسانی کاوش سے ممکن ہی نہیں، کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے۔اس میں واضح کیا گیا کہ انسان اور جنات مل کر بھی ایسا کلام نہیں لا سکتے، چاہے وہ ایک دوسرے کی کتنی ہی مدد کیوں نہ کریں۔یہ چیلنج درحقیقت وحی اور انسانی کلام میں فرق کو واضح کرتا ہے۔

.4 **عقلی (Rational) اعجاز**: قرآن نے نہ صرف ادبی و علمی سطح پر چیلنج کیا، بلکہ ایک منطقی چیلنج بھی پیش کیا کہ اگر کسی کو شک ہے تو وہ اس جیسا کوئی متن لا کر دکھائے۔اگر قرآن محض ایک انسانی تصنیف ہوتا، تو اس کا توڑ ممکن ہوتا، مگر تاریخ گواہ ہے کہ کوئی بھی اس چیلنج کا جواب نہ دے سکا۔

قرآنِ کریم کی ہدایات انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو پر محیط ہیں، اور یہ اس کے اعجاز کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ یہ تعلیمات کسی مخصوص قوم، زمانے یا خطے تک محدود نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لیے ابدی رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ قرآنِ کریم کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے حوالے سے مکمل اور ہمہ گیر ہدایات اس کا ایک منفرد اعجاز ہیں، جو کسی بھی انسانی تصنیف میں اس وسعت اور جامعیت کے ساتھ موجود نہیں۔ یہ تعلیمات ہر دور اور ہر معاشرے کے لیے عملی راہنمائی فراہم کرتی ہیں، جس سے اس کے الہامی ہونے کا بین ثبوت ہیں

.5 **انفرادی زندگی کے متعلق ہدایات کا اعجاز**: قرآن کریم ہر فرد کی روحانی، اخلاقی، فکری اور عملی ترقی کے لیے جامع اصول فراہم کرتا ہے۔ یہ عقیدہ، عبادات، اخلاقیات اور ذاتی کردار کے حوالے سے واضح ہدایات دیتا ہے۔ ایمان، تقویٰ، صبر، شکر، عدل، احسان، عفت، امانت، دیانت اور سچائی جیسے اوصاف کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔اس کے علاوہ، قرآن ہر انسان کو اپنے اعمال کا خود ذمہ دار قرار دیتا ہے اور اسے دنیا و آخرت کی کامیابی کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔

قرآن کا اعجاز

6. **اجتماعی زندگی کے متعلق ہدایات کا اعجاز**: قرآن نہ صرف انفرادی کردار کی اصلاح کرتا ہے بلکہ ایک مثالی معاشرتی نظام بھی پیش کرتا ہے۔ یہ عدل و انصاف، انسانی حقوق، بھائی چارے، اخوت، رواداری، معاشی توازن، عائلی زندگی، حکومتی اصول، جنگ و امن کے قوانین، اور عالمی تعلقات کے حوالے سے کامل ہدایات دیتا ہے۔ قرآن میں حقوق العباد پر خاص زور دیا گیا ہے، جیسے والدین، رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، ہمسایوں اور عام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم۔

7. **انفرادی اور اجتماعی انسانی زندگی میں توازن کا اعجاز**: قرآن کریم کا ایک نمایاں اعجاز یہ ہے کہ اس نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے درمیان ایک ایسا حیرت انگیز توازن قائم کیا ہے جو کسی بھی انسانی قانونی یا فکری نظام میں نظر نہیں آتا۔ عام طور پر انسانی نظریات یا تو فرد کی آزادی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اجتماعی زندگی کو نظرانداز کر دیتے ہیں، یا پھر اجتماعیت کو ترجیح دے کر فرد کے حقوق کو محدود کر دیتے ہیں۔ لیکن قرآن نے ان دونوں کے درمیان ایسا کامل اعتدال پیدا کیا ہے کہ نہ فرد کے حقوق پامال ہوتے ہیں اور نہ ہی معاشرے کی اجتماعی بھلائی متاثر ہوتی ہے

⇦ **انفرادی زندگی اور اس کے حقوق کا تحفظ**: قرآن انسان کو اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک منفرد شخصیت کا مالک قرار دیتا ہے اور اسے بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے، جیسے: **آزادیِ عقیدہ** (البقرہ 2:256) — "دین میں کوئی جبر نہیں" **زندگی کا حق** (المائدہ 5:32) — "جس نے ایک انسان کو قتل کیا گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا" **شخصی ذمہ داری** (الزمر 39:70) — "ہر جان کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جائے گا" **مال و ملکیت کا تحفظ** (النساء 4:29) — "آپس میں ناجائز طریقے سے مال نہ کھاؤ" **انصاف اور عدل** (المائدہ 5:8) — "کسی قوم کی دشمنی تمہیں انصاف سے نہ ہٹائے "

یہ اصول فرد کی شخصی آزادی، بنیادی حقوق اور انفرادی ترقی کے ضامن ہیں، تاکہ ہر انسان اپنی زندگی کو بہتر بنا سکے۔

قرآن کا اعجاز

⇦ **اجتماعی زندگی کے حقوق اور فرائض:** فرد کے حقوق جہاں اہم ہیں، وہیں اجتماعیت کی بہتری کے لیے فرائض بھی لازم، جیسے:

- **سماجی انصاف** (الحشر 59:7) – "تاکہ دولت صرف امیروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتی رہے۔"
- **یتیموں، محتاجوں، ہمسایوں کے حقوق** (النساء 4:36) – "اللہ کی عبادت کرو، والدین، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی کرو۔"
- **امانت و دیانت** (النساء 4:58) – "امانتیں ان کے حق داروں کو دو اور جب فیصلہ کرو تو انصاف سے کرو۔"
- **اجتماعی مشاورت** (الشوریٰ 42:38) – "ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔"
- **معاشرتی توازن** (النحل 16:90) – "اللہ عدل، احسان، اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔"

یہ اصول ایک ایسے متوازن معاشرے کی تشکیل کرتے ہیں جہاں ہر شخص کے حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔

⇦ **قرآن کے نظام کی معجزاتی حیثیت اس بات میں ہے کہ:**

- ✓ یہ انسانی فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے اصول بیان کرتا ہے، نہ کہ محض نظریاتی باتیں کرتا ہے
- ✓ اعتدال سکھاتا ہے، نہ کہ مطلق آزادی جو انتشار پیدا کرے، نہ مکمل پابندیاں لگاتا ہے جو انسانی تخلیقی صلاحیتوں کو ختم کر دے
- ✓ فرد کے حقوق کو دوسروں کے حقوق سے جوڑتا ہے، اور اجتماعی بہتری، افراد کی بھلائی سے منسلک ہے۔
- ✓ ایسا نظام پیش کرتا ہے جو ہر دور، ہر قوم، ہر تہذیب کے لیے قابلِ عمل ہے — جسے آج تک کوئی رد نہیں کر سکا۔

انفرادی اور اجتماعی زندگی میں توازن کا اعجاز

انسانی تاریخ میں آج تک کوئی انسانی نظام، فلسفہ یا قانون انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے حقوق و فرائض میں کامل توازن کا ایسا مکمل اور ہمہ گیر اصول پیش نہیں کر سکا جو ہزاروں سال گزرنے کے باوجود آج بھی جدید معاشروں کے لیے ایک کامل ماڈل ہو، جیسا کہ قرآنِ کریم نے پیش کیا ہے

8. **قرآن کی معاشی تعلیمات کا اعجاز (The miracle of the Quran's economic teachings)**: قرآنِ کریم کی معاشی تعلیمات کا اعجاز اس کی عدل و توازن پر مبنی اقتصادی حکمت عملی میں پوشیدہ ہے، جو فرد، معاشرہ اور ریاست تینوں کی فلاح و بہبود کو یقینی بناتی ہے۔ یہ نظام سرمایہ داری اور اشتراکیت جیسے انتہا پسند معاشی ماڈلز کے برعکس ایک معتدل اور فطری نظام پیش کرتا ہے:

- ✓ قرآن کی معاشی تعلیمات کی بدولت اسلام نے انسان کی ملکیت کا حق تسلیم کیا لیکن دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کی روک تھام کی
- ✓ سود کی مکمل ممانعت (البقرہ 2:275) تاکہ دولت چند ہاتھوں میں مرتکز نہ ہو۔
- ✓ زکاۃ کی فرضیت (التوبہ 9:60) جو معاشرتی توازن اور غربت کے خاتمے کا ذریعہ ہے۔
- ✓ صدقہ و خیرات کی ترغیب (البقرہ 2:261) تاکہ دولت کی گردش برقرار رہے اور محتاجوں کی مدد ہو سکے۔
- ✓ دولت کو چند ہاتھوں میں گردش سے روکنے کی تعلیم (الحشر 59:7) تاکہ سماجی ناانصافی نہ ہو۔
- ✓ ناجائز طریقوں سے مال کمانے کی سخت ممانعت (النساء 4:29) جیسے دھوکہ، رشوت اور جوا۔
- ✓ محنت، دیانت اور حلال روزی کی ترغیب (النجم 53:39) تاکہ معیشت مضبوط ہو۔
- ✓ تجارتی اصول، قرض، میراث، اجرت، امانت، اور معاہدوں کے متعلق جامع ہدایات تاکہ معیشت میں شفافیت ہو

قرآن کا اعجاز

8.....قرآن کی معاشی تعلیمات کے اعجاز کا ایک بہت ہی اہم پہلو " سرمایے اور محنت کے درمیان توازن " ہے۔

- انسانی تاریخ میں سرمایے اور محنت کے درمیان توازن کا مسئلہ ہمیشہ سے ایک لاینحل مسئلہ رہا ہے۔اگر سرمایہ دار کو کھلی چھوٹ دی جائے تو وہ محنت کش کا استحصال کرتا ہے، اور اگر محنت کش کو زیادہ حقوق دے دیے جائیں تو سرمایہ کاری رک جاتی ہے، جس سے معاشی جمود پیدا ہوتا ہے۔ سرمایہ داری کا نظام دولت کو چند ہاتھوں میں مرکوز کر دیتا ہے، اس پیچیدہ مسئلے کا جامع اور عملی حل قرآنِ کریم نے فراہم کیا، جو کسی بھی انتہا پسندی کے بغیر عدل و اعتدال پر مبنی ہے۔
- قرآن محنت اور سرمایے کے حقوق کو متوازن انداز میں تسلیم کرتا ہے۔ وہ ملکیت کے حق کو برقرار رکھتے ہوئے استحصال کی ممانعت کرتا ہے (النساء 4:29)
- زکاۃ، صدقہ، انفاق، اور وراثت جیسے معاشی اصولوں کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتا ہے تاکہ صرف سرمایہ دار ہی مستفید نہ ہو بلکہ محنت کش کو بھی ترقی کے مواقع ملیں (الحشر 59:7)
- سود کی حرمت (البقرہ 2:275) سرمایہ دار کو ناجائز نفع اندوزی سے روکتی ہے، جبکہ محنت کی قدر کا اصول (النجم 53:39) مزدور کو اس کی محنت کا جائز حق دلاتا ہے۔
- اسلامی معیشت میں مضاربہ اور مشارکت جیسے اصول سرمایے (سرمایہ دار) اور مزدور کے درمیان برابری کی بنیاد فراہم کرتے ہیں، جہاں سرمایہ دار اپنا سرمایہ لگاتا ہے اور مزدور اپنی محنت، اور دونوں نفع و نقصان کے حقیقی شراکت دار بنتے ہیں۔ اس سے سرمایہ دار صرف محنت کشوں کا استحصال کرنے والا آقا نہیں بنتا، اور مزدور بھی محض مجبور و محکوم فرد نہیں رہتا، بلکہ دونوں ایک مشترکہ ترقی کے اصول پر کاربند ہو جاتے ہیں۔

9. عورت کے حقوق کا تحفظ (Protection of women's rights) :

- قرآن کریم کا عورت کے حقوق کا تحفظ ایک ایسا معجزانہ اصلاحی انقلاب ہے جو اس وقت برپا ہوا جب دنیا بھر میں عورت بدترین ظلم و ستم کا شکار تھی۔ عرب میں اسے کمتر، قابل فروخت، وراثت سے محروم اور محض تسکینِ نفس کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، جبکہ دیگر تہذیبوں میں بھی عورت کو جائیداد سے کم تر حیثیت حاصل تھی۔ ایسے میں قرآن نے عورت کو وہ مقام عطا کیا جو انسانی تاریخ میں بے مثال ہے:

✓ اس نے زندہ در گور بچیوں کو زندگی کا حق دیا (التکویر 81:8-9)

✓ عورت کو مساوی انسانی مرتبہ (النساء 4:1)

✓ وراثت میں حصہ (النساء 4:7)

✓ نکاح میں آزادی (البقرہ 2:232)

✓ عزت اور تحفظ (النور 24:4)

✓ معاشرتی، معاشی اور روحانی ترقی کے مساوی مواقع دیئے (التوبہ 9:71)

قرآن مرد و عورت کو ایک دوسرے کا محافظ اور معاون قرار دیتا ہے اور ظلم، جبر اور استحصال کی ہر شکل کو حرام کر دیتا ہے یہ ایسا ہمہ گیر اور عملی نظام ہے جو نہ صرف عورت کی عزت و وقار کو بحال کرتا ہے بلکہ اسے خاندان اور معاشرے میں ایک مؤثر اور محترم مقام عطا کرتا ہے۔ یہی قرآن کی معاشرتی عدل پر مبنی تعلیمات کا اعجاز ہے، جو آج بھی دنیا میں عورت کے حقوق کے سب سے مضبوط اور عملی اصول فراہم کرتا ہے

قرآن کا اعجاز

10. مرد اور عورت کے حقوق و فرائض کے درمیان توازن کا اعجاز: The balance between rights & duties of men & women

- تاریخ گواہ ہے کہ مرد اور عورت کے حقوق ہمیشہ افراط و تفریط کا شکار رہے ہیں۔ کچھ معاشروں میں مرد کو مطلق اختیار دے کر عورت کو دبایا گیا، یہاں تک کہ اسے جائیداد، تعلیم، اور خود مختاری سے محروم رکھا گیا، جبکہ بعض جدید نظریات نے عورت کو مکمل آزاد کر کے خاندانی و سماجی نظام کو بگاڑ دیا ہے
- قرآنِ کریم نے اس غیر متوازن صورتِ حال کو ایک معجزانہ تعلیم کے ذریعے درست کیا، جو نہ مرد کو ظالم بننے دیتا ہے اور نہ عورت کو بے لگام آزادی کی طرف دھکیلتا ہے، بلکہ دونوں کے درمیان فطری، عدل پر مبنی اور تکمیلی تعلق قائم کرتا ہے
  - قرآن مرد اور عورت کو برابر انسان قرار دیتا ہے (النساء 4:1) لیکن ان کے فطری فرق کو تسلیم کرتے ہوئے الگ الگ فرائض اور حقوق متعین کرتا ہے
  - مرد کو نگہبان اور قوام بنایا (النساء 4:34) لیکن اس کا مطلب جبر نہیں بلکہ تحفظ اور ذمہ داری ہے
  - اسی طرح، عورت کو ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کے طور پر خاص احترام دیا، لیکن اسے صرف گھریلو زندگی تک محدود نہیں رکھا بلکہ تعلیم، تجارت، وراثت، گواہی، اور سماجی سرگرمیوں میں بھی اس کا حق واضح کیا (التوبہ 9:71، النساء 4:7)۔
- قرآن کی تعلیمات اعتدال پر مبنی ہیں: نہ وہ مغربی نظریے کی طرح عورت کو مرد کے برابر ہر میدان میں جھونک دیتا ہے، نہ ہی قدیم روایات کی طرح اسے محض محکوم اور کمزور بنا کر رکھتا ہے۔ بلکہ، وہ دونوں کو ایک دوسرے کا معاون اور محافظ بناتا ہے، جہاں مرد اور عورت الگ الگ مگر مساوی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں۔ یہی قرآن کی وہ معاشرتی حکمت ہے جو ہر دور میں قابلِ عمل ہے اور انسانی فلاح و ترقی کے لیے ایک معجزانہ رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

11. قرآن کا علمی و سائنسی اعجاز- The scientific and intellectual miracle of the Quran:

- قرآن کوئی سائنسی یا فلسفے کی کتاب نہیں بلکہ ہدایت کی کتاب ہے، جس کا بنیادی مقصد انسان کو روحانی، اخلاقی، اور عملی رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ تاہم، چونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے، جو عالم الغیب ہے، اس لیے اس میں جو بھی کائنات اور فطرت کے حقائق بیان کیے گئے ہیں، وہ مطلق سچائی پر مبنی ہیں۔ قرآن کے سائنسی اشارات کا مقصد یہ نہیں کہ وہ انسان کو تجرباتی سائنس کی تفصیلات سکھائے، بلکہ یہ کہ وہ غور و فکر کی دعوت دے اور اللہ کی قدرت اور حکمت کو اجاگر کرے۔
- قرآنِ کریم کا علمی اور سائنسی اعجاز اس کی الوہی صداقت کا ایک واضح ثبوت ہے، کیونکہ اس میں موجود علمی اور سائنسی حقائق ایسے دور میں بیان کیے گئے جب جدید سائنسی تحقیق کا کوئی تصور بھی موجود نہ تھا۔ حیرت انگیز طور پر، قرآن میں بیان کردہ کائنات، زمین، حیاتیات، فلکیات اور انسانی نشو و نما کے متعلق متعدد سائنسی نکات آج جدید تحقیقات سے ہم آہنگ ثابت ہو چکے ہیں۔ مثال کے طور پر:
- قرآن کائنات کے پھیلاؤ (الذاریات 51:47)، کائنات کا آغاز (الانبیاء 21:30)، ماں کے رحم میں جنین کی تخلیق کے مراحل (المؤمنون 14-23:13)، پانی کو زندگی کی بنیاد (الانبیاء 21:30)، مکھی اور شہد کی شفا بخش خصوصیات — شہد کی مکھی کے بارے میں سائنسی تفصیلات (النحل 69-16:68)۔ پہاڑوں کے زمین میں گڑھے ہونے کے استحکامی کردار (النبا 78:6) جیسے اہم سائنسی حقائق بیان کرتا ہے۔
- یہ بات قابلِ غور ہے کہ چودہ سو سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود قرآن میں بیان کردہ کوئی بھی سائنسی حقیقت غلط ثابت نہیں ہوئی۔ اس کے بر عکس، جیسے جیسے سائنس ترقی کر رہی ہے، قرآن کے علمی اعجاز کی تصدیق ہوتی جا رہی ہے۔ اس دور میں جب سائنسی نظریات مسلسل بدل رہے ہیں، قرآن کی یہ ثابت شدہ حقائق پر مبنی ابدی صداقت اس کے الہامی ہونے کا ایک واضح معجزہ ہے، جو آج بھی دنیا کے بڑے سائنسدانوں اور مفکرین کو حیران کر دیتا ہے۔

11....قرآن کا علمی و سائنسی اعجاز:

- قرآن میں بیان کردہ سائنسی حقائق کی صداقت کا مطلب یہ نہیں کہ قرآن کی سچائی کا انحصار سائنس پر ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی انسان نے کائنات پر تحقیق کی، اس نے قرآن کے بیان کردہ نکات کو درست پایا۔ اگر قرآن محض انسانی تصنیف ہوتا، تو اس میں بھی دوسرے فلسفیانہ اور سائنسی نظریات کی طرح غلطیاں ہوتیں، لیکن ایسا نہیں ہوا
- اس لیے قرآن میں موجود سائنسی اشارے اس کے الہامی ہونے کا ایک ضمنی ثبوت ہیں، جو عقل و فکر رکھنے والوں کے لیے دلیل اور ہدایت کا ذریعہ بنتے ہیں (یونس 10:101)۔ قرآن کا اصل اعجاز اس کی روحانی، اخلاقی، قانونی اور ہدایت کی تعلیمات میں ہے، لیکن اس میں موجود سائنسی حقائق کا زمانے کی ترقی کے ساتھ درست ثابت ہوتے جانا، اس کی سچائی کی تصدیق کرتا ہے

قرآن کا اعجاز

12. قرآن کا غیر متبدل رہنے کا اعجاز- A Timeless Miracle of Divine Preservation :

- دنیا کی کوئی کتاب، خواہ وہ مذہبی ہو یا تاریخی، یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ وہ صدیوں سے بغیر کسی تبدیلی کے محفوظ رہی ہو۔ انسانی تصانیف وقت کے ساتھ تحریف، اضافے یا حذف کا شکار ہوتی رہی ہیں، لیکن قرآنِ کریم واحد الہامی کتاب ہے جو چودہ صدیوں سے ایک حرف کی بھی تبدیلی کے بغیر اپنی اصل حالت میں محفوظ ہے۔ یہ ایک ایسا معجزہ ہے جس کا دعویٰ نہ کوئی اور کتاب کر سکی ہے اور نہ ہی کسی کتاب کے بارے میں ایسا کوئی دعویٰ ممکن ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا :
- إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ -بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (الحجر 15:9)
- یہ حفاظت محض کسی انسانی کاوش کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے ایک معجزہ ہے، جو مختلف طریقوں سے وقوع پذیر ہوا
- قرآن محفوظ تحریری شکل میں رہا، لاکھوں حفاظ کے سینوں میں نقش ہوا، اور اس کی تلاوت و قرآنی علوم کا مضبوط علمی سلسلہ جاری رہا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مختلف مذاہب کی مقدس کتابیں تحریفات اور بدلاؤ کا شکار ہوئیں، لیکن قرآن آج بھی اسی زبان، ترتیب، اور الفاظ کے ساتھ موجود ہے، جس میں وہ نازل ہوا تھا۔ یہ اس کے الہامی اور معجزانہ ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے، جو ہر دور میں اہلِ علم و دانش کو حیران کرتی رہی ہے

قرآن کا اعجاز

.13 قرآن کی ہم آہنگی کا اعجاز- The miracle of the Quran's harmony:

- قرآن کریم کا ایک منفرد اور غیر معمولی اعجاز اس کا تضادات سے مکمل پاک ہونا ہے، حالانکہ یہ 23 سال کے طویل عرصے میں مختلف حالات، مواقع اور ضروریات کے مطابق نازل ہوا۔ دنیا میں لکھی جانے والی بڑی سے بڑی کتابیں بھی اپنے مندرجات کے تضادات اور اختلافات (intra contradictions) سے خالی نہیں ہوتیں، لیکن قرآن میں کوئی بھی آیت کسی دوسری آیت سے ٹکراتی نظر نہیں آتی

- اس میں عقائد، عبادات، اخلاقیات، تاریخ، سائنس، قانون، معیشت، اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر ہدایات موجود ہیں، لیکن ان تمام موضوعات کے درمیان ایک حیرت انگیز ہم آہنگی اور ربط پایا جاتا ہے۔ اگر یہ کسی انسان کا کلام ہوتا تو اس میں وقت، حالات، اور انسانی سوچ کی محدودیت کے باعث یقینی طور پر تضادات اور تبدیلیاں آتیں، لیکن چودہ صدیوں کے گزرنے کے باوجود کوئی ایک بھی ایسی آیت سامنے نہیں آئی جو دوسری کسی آیت کے خلاف ہو۔ خود قرآن اس حقیقت کو بیان کرتا ہے:

- أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا - کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن پر؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔ (النساء 4:82)

- یہ ایک غیر معمولی معجزہ ہے کہ قرآن مختلف حالات اور سوالات کے جواب میں تدریجی طور پر نازل ہوا، لیکن اس کے اصول ہمیشہ یکساں اور مستقل رہے۔ یہ کتاب ایک متوازن، ہم آہنگ اور مکمل ضابطہ حیات پیش کرتی ہے، جو انسانی عقل و فہم کو حیران کر دیتا ہے۔ کسی بھی انسانی تصنیف میں اتنی جامعیت، وحدت اور مطابقت ممکن نہیں، جو قرآن کے الہامی اور معجزاتی ہونے کی ایک واضح دلیل ہے

14. قرآن کی پیشین گوئیوں کا اعجاز - The miracle of the Quran's prophecies :

- قرآن کریم کا ایک عظیم اعجاز اس میں کی گئی پیشین گوئیوں کا حرف بہ حرف درست ثابت ہونا ہے۔ اگر یہ کسی انسان کا کلام ہوتا تو اس میں بیان کردہ پیشین گوئیوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور غلط ثابت ہو جاتی، کیونکہ انسانی علم محدود ہوتا ہے اور مستقبل کے بارے میں یقینی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں۔ لیکن قرآن، جو کہ اللہ کا کلام ہے، اس میں بیان کردہ چالیس سے زائد پیشین گوئیاں بعد میں آنے والے وقت نے بالکل صحیح ثابت کر دیں، جو اس کے الہامی ہونے کی روشن دلیل ہے۔
- مثال کے طور پر، قرآن نے روم اور فارس کی جنگ کے بارے میں ایک حیرت انگیز پیشین گوئی کی کہ رومی، جو اس وقت زبردست شکست کھا چکے تھے، چند سالوں میں دوبارہ غالب آ جائیں گے (الروم :2-4) تاریخی حقائق کے مطابق، اس وقت رومی سلطنت کی حالت انتہائی کمزور تھی، اور ان کا دوبارہ طاقت میں آنا ناممکن نظر آتا تھا، لیکن قرآن کی یہ پیشین گوئی ٹھیک نو سال بعد پوری ہو گئی
- اس طرح اسلام کا غالب آنا، قرآن کا محفوظ رہنا، اہل مکہ کا رسول ﷺ کو مکہ سے نکال کر خود مغلوب ہونا کی پیشین گوئیاں بھی شام ہیں (قرآن کی 40 پیشین گوئیوں پر تفصیلی ضمیمہ سورۃ الرعد پارٹ 5 کے ساتھ دیا گیا ہے)
- یہ حقیقت کہ قرآن میں کی گئی کوئی بھی پیشین گوئی غلط ثابت نہیں ہوئی، جبکہ انسانی کی گئی پیشین گوئیوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے۔ اس کا علم محدود انسان کا نہیں بلکہ اس ہستی کا ہے جو ماضی، حال اور مستقبل کا علم رکھتی ہے۔ یہی وہ معجزہ ہے جو ہر دور کے انسان کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ وہ قرآن کی صداقت کو تسلیم کرے

15. قرآن: ابدی و سرمدی معجزہ - The Eternal and Everlasting Miracle :

- قرآنِ کریم کا اعجاز محض حسی معجزہ نہیں بلکہ یہ ایک ابدی و سرمدی معجزہ ہے، جو وقت اور حالات سے ماورا ہے۔ دیگر انبیاء کے معجزات مخصوص ادوار اور اقوام تک محدود تھے، لیکن قرآن کا معجزہ قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ اس کی صداقت کسی آنکھوں سے دیکھے جانے والے واقعے پر نہیں بلکہ عقل، تدبر، اور استدلال پر قائم ہے، جو ہر دور کے انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت بھی عرب کے فصحاء اس کے حسنِ بیان پر مبہوت رہ گئے اور آج بھی فلسفہ، سائنس، تاریخ، اور دیگر علوم میں اس کے بیان کردہ حقائق انسان کے لیے حیرت کا باعث ہیں۔
- یہی وہ معجزہ ہے جس نے ہر دور کے مفکرین، سائنسدانوں، اور ماہرینِ لغت کو انگشت بدنداں کر دیا۔ اس کا اسلوب، الفاظ کی ترتیب، معنوی گہرائی، علمی نکات، تاریخی پیشین گوئیاں، اور انسانی فطرت کے مطابق ہدایت ایسے پہلو ہیں، جنہوں نے اہلِ علم کو ہمیشہ استعجاب میں رکھا ہے۔ کوئی دوسری کتاب اتنے وسیع موضوعات کو اتنی ہم آہنگی، جامعیت، اور فصاحت کے ساتھ پیش نہیں کر سکی۔ قرآنِ کریم نہ صرف اپنی بلاغت و فصاحت کا معجزہ ہے بلکہ اس کی قانونی، سائنسی، معاشرتی، اور روحانی تعلیمات بھی ہر دور کے لیے مکمل اور رہنما ہیں۔ یہ کتاب جب نازل ہوئی تو زمانے کو چیلنج کیا کہ اس جیسا کلام لا کر دکھاؤ، اور آج تک کوئی اس چیلنج کو پورا نہ کر سکا۔ یہی اس کے الہامی اور معجزاتی ہونے کا واضح ثبوت ہے کہ یہ ایک ابدی اور زندہ معجزہ ہے، جو ہمیشہ کے لیے انسانیت کی راہنمائی کرتا رہے گا۔

قرآن کا اعجاز

- عَنِ الحارِثِ الأعْوَرِ قالَ: «دَخَلْتُ المسْجِدَ فَإذا النّاسُ قَدْ وقَعُوا في الأحادِيثِ فَأتَيْتُ عَلِيًّا فَأخْبَرْتُهُ فَقالَ: أوَقَدْ فَعَلُوها سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إنَّها سَتَكُونُ فِتْنَةٌ قُلْتُ: فَما المخْرَجُ مِنها يا رَسُولَ اللهِ قالَ: كِتابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأُ مَن قَبْلَكم وخَبَرُ مَن بَعْدَكم وحَكَمَ ما بَيْنَكم هو الفَصْلُ لَيْسَ بِالهَزْلِ مَن تَرَكَهُ مِن جَبّارٍ قَصَمَهُ اللَّهُ ومَنِ ابْتَغى الهُدى في غَيْرِهِ أضَلَّهُ اللَّهُ وهو حَبْلُ اللَّهِ المتِينُ وهو الذِّكْرُ الحَكِيمُ وهو الصِّراطُ المسْتَقِيمُ هو الَّذِي لا تَزِيغُ بِهِ الأهْواءُ ولا تَشْبَعُ مِنهُ العُلَماءُ ولا تَلْتَبِسُ مِنهُ الألْسُنُ ولا يَخْلُقُ عَنِ الرَّدِّ ولا تَنْقَضِي عَجائِبُهُ هو الَّذِي لَمْ تَنْتَهِ الجِنُّ إذْ سَمِعْتَهُ أنْ قالُوا: ﴿إنّا سَمِعْنا قُرْآنًا عَجَبًا﴾ [الجن: ١] ﴿يَهْدِي إلى الرُّشْدِ﴾ [الجن: ٢] مَن قالَ بِهِ صَدَقَ ومَن حَكَمَ بِهِ عَدَلَ ومَن عَمِلَ بِهِ أُجِرَ ومَن دَعا إلَيْهِ هُدِيَ إلى صِراطٍ مُسْتَقِيمٍ (ابْنُ أبِي شَيْبَةَ والدّارِمِيُّ والتِّرْمِذِيُّ)

- حضرت حارث اعورؒ سے یہ مروی ہے کہ ... علیؓ نے فرمایا میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپؐ فرما رہے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ رونما ہوگا میں نے عرض کیا یارسول اللہ اس فتنے سے نکلنے کا راستہ کیا ہوگا؟ فرمایا اللہ کی کتاب۔ اس میں تم سے پہلے کے لوگوں اور قوموں کی خبریں ہیں اور بعد کے لوگوں کی بھی خبریں ہیں، اور تمہارے درمیان کے امور و معاملات کا حکم و فیصلہ بھی اس میں موجود ہے، اور وہ دوٹوک فیصلہ کرنے والا ہے، ہنسی مذاق کی چیز نہیں ہے۔ جس نے اسے سرکشی سے چھوڑ دیا اللہ اسے توڑ دے گا اور جو اسے چھوڑ کر کہیں اور ہدایت تلاش کرے گا اللہ اسے گمراہ کردے گا۔ وہ (قرآن) اللہ کی مضبوط رسی ہے یہ وہ حکمت بھرا ذکر ہے، وہ سیدھا راستہ ہے، وہ ہے جس کی وجہ سے خواہشیں ادھر ادھر نہیں بھٹک پاتی ہیں، جس کی وجہ سے زبانیں نہیں لڑکھڑاتیں، اور علماء کو (خواہ کتنا ہی اسے پڑھیں) آسودگی نہیں ہوتی، اس کے بار بار پڑھنے اور تکرار سے بھی وہ پرانا (اور بے مزہ) نہیں ہوتا۔ اور اس کی انوکھی وقیمتی باتیں (عجائبات) ختم نہیں ہوتے، اور وہ قرآن وہ ہے جسے سن کر جن خاموش نہ رہ سکے بلکہ پکار اٹھے: ہم نے ایک عجیب (انوکھا) قرآن سنا ہے جو بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے، تو ہم اس پر ایمان لے آئے، جو اس کے مطابق بولے گا اس کے مطابق عمل کرے گا اسے اجر و ثواب دیا جائے گا۔ اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اس نے انصاف کیا اور جس نے اس کی طرف بلایا اس نے سیدھے راستے کی ہدایت دی۔